

مراجعة اور مساومہ بطور تمويل: اسلامی اور روایتی بینکنگ کا تقابلی مطالعہ

MURĀBAḤAH AND MUSĀWAMAH AS MODES OF FINANCING: A COMPARATIVE STUDY OF ISLAMIC AND CONVENTIONAL BANKING PRACTICES

\*Aasma Rahman<sup>1</sup>, Dr Ihsan ul Rahman Ghauri<sup>2</sup>

<sup>1</sup> MPhil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.

<sup>2</sup> Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.



ARTICLE INFO

ABSTRACT

Article History:

Received: January 18, 2024  
Revised: February 09, 2025  
Accepted: February 13, 2025  
Available Online: February 16, 2025

Keywords:

Islamic & Conventional Banking

Murābahah, & Musāwamah

Sharī'ah Compliance & AAOIFI

Ribā, Profit & Loss Sharing

Asset-Backed Financing & Islamic Finance

Funding:

This research journal (PIIJSS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:



Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

This study undertakes a critical and comparative analysis of Murābahah and Musāwamah as modes of financing within the broader discourse of Islamic and conventional banking. The research aims to examine how these two classical Islamic contractual forms—rooted in the Qur'ānic principles of trade (bay') and the prohibition of ribā (usury)—are applied in contemporary Islamic financial institutions, and how their operational mechanisms differ fundamentally from interest-based transactions practiced in conventional banks. Using a comparative-analytical methodology, the paper explores the jurisprudential foundations of Murābahah (cost-plus sale with disclosed profit) and Musāwamah (sale without disclosure of cost price), analyzing their implementation in Pakistani Islamic banks. It evaluates whether these financing modes genuinely reflect Sharī'ah objectives (maqāṣid al-sharī'ah), particularly in ensuring risk-sharing, transparency, and real asset linkage, or whether they risk becoming form over substance in practical execution. The research further contrasts these Islamic models with conventional credit-based financing, emphasizing differences in contractual intent, ownership transfer, and ethical orientation. It also discusses regulatory supervision by the State Bank of Pakistan, the role of Sharī'ah Supervisory Boards, and the compliance criteria set by AAOIFI and IFSB standards. Ultimately, the study concludes that while Murābahah and Musāwamah offer viable Sharī'ah-compliant alternatives to conventional interest-bearing loans, their efficacy depends on strict adherence to transactional integrity, genuine asset trading, and risk exposure in line with Islamic economic philosophy. True Islamization of finance, therefore, requires moving beyond formal Sharī'ah compliance toward a value-based transformation that upholds justice, equity, and social welfare in financial dealings.

\*Corresponding Author's Email: [asmarahmann@gmail.com](mailto:asmarahmann@gmail.com)

تعارف

مراجعة اور مساومہ دونوں اسلامی تمويل کے ایسے ماڈل ہیں جن میں بیع، ملکیت، خطرے اور نفع کے اصول شامل ہیں، لیکن جدید بینکاری میں ان کے اطلاق نے انہیں محض مالیاتی معاہدات تک محدود کر دیا ہے۔ یہی صورت حال علمی سطح پر گہرے مطالعے اور عملی سطح پر اصلاحِ تطبیق کی متقاضی ہے۔ اسی تناظر میں زیرِ نظر تحقیق کا مقصد اسلامی مالیات کے دو بنیادی تجارتی عقود، مراجعة اور مساومہ، کو بطور تمويل ان کے فقہی، نظری اور عملی پہلوؤں کے ساتھ سمجھنا اور ان کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ عصرِ حاضر میں اسلامی بینکاری کے فروغ نے اس بات کی ضرورت دوچند کر دی ہے کہ ان عقود کو نہ صرف فقہی اعتبار سے واضح کیا جائے بلکہ ان کی عملی تطبیق میں پیش آنے والے مسائل کا بھی تجزیہ کیا جائے۔ مراجعة بطور تمويل اپنی شفافیت

تمدنی اشتراک کا وسیلہ ہے۔ چنانچہ اسلامی تمویل کی بنیاد حقیقی اثاثے (real assets) اور خدمت انسانی پر رکھی گئی، نہ کہ فرضی یا سودی رقومات پر۔ عصر حاضر کے ممتاز ماہر مالیات عمر چھپرا (Umer Chapra) اس تصور کو یوں بیان کرتے ہیں:

Islamic finance is not merely an alternative financial system; it is a moral vision that integrates economic efficiency with social justice.<sup>2</sup>

(اسلامی مالیات محض ایک متبادل مالیاتی نظام نہیں بلکہ ایک اخلاقی تصور ہے جو معاشی افادیت کو سماجی عدل کے ساتھ جوڑتا ہے۔)

یہی نظریاتی بنیاد اسلامی تمویل کو سرمایہ دارانہ نظام سے جدا کرتی ہے، جہاں سرمایہ کا مقصد محض منافع ہے، جبکہ اسلام میں مقصد تعمیر انسان و معاشرہ ہے۔

### عقود معاوضات کی شرعی اقسام اور تمویلی تطبیقات

اسلامی فقہ میں "عقود معاوضات" وہ عقود ہیں جن میں ایک عوض کے بدلے دوسرا عوض دیا جاتا ہے۔ فقہانے انہیں بیع، اجارہ، سلم، استقناع اور شرکت کی مختلف صورتوں میں منقسم کیا ہے۔ یہ عقود تمویل کے لیے بنیادی ڈھانچے کا درجہ رکھتے ہیں۔

قرآن کریم نے اصل بیع کو جائز اور باکو ممنوع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"<sup>3</sup>

یہ آیت فقہی و اقتصادی سطح پر بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیع، اجارہ، سلم، مضاربہ اور استقناع جیسے عقود اس اصول کی عملی تعبیر ہیں۔

امام سرخسی فرماتے ہیں:

[الأصل في العقود الإباحة ما لم يرد دليل على الحظر]<sup>4</sup>

(عقود میں اصل اباحت ہے جب تک کسی دلیل سے حرمت ثابت نہ ہو۔)

اسی اصول کے تحت اسلامی فقہ نے ہر عقد کی تمویلی تطبیق (financial application) کو اس کی نوعیت، مقصد اور نیت کے مطابق متعین کیا۔ مثلاً بیع سلم کو زرعی تمویل کے لیے، اجارہ کو اثاثہ جاتی تمویل کے لیے، اور مضاربہ کو کاروباری شرکت کے لیے استعمال کیا گیا۔

فقہی تمویلی ساخت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ دولت کی گردش حقیقی معیشت میں رہے، اور افراد و زیریا مصنوعی منافع سے اجتناب ہو۔

### مراہمہ اور مساومہ کی فقہی حیثیت کا اجمالی تعارف

اسلامی تمویل میں "مراہمہ" اور "مساومہ" دونوں بیع کی ایسی اقسام ہیں جن میں نفع کی تعیین مختلف طریقوں سے ہوتی ہے۔ مراہمہ میں فروخت کنندہ اصل قیمت اور منافع دونوں ظاہر کرتا ہے، جبکہ مساومہ میں محض مجموعی قیمت پر بات ہوتی ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مراہمہ کے شرعی جواز کی بنیاد صدق و امانت پر ہے:

اور متعین نفع کے باعث اسلامی بینکاری میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی فقہی بنیاد بیع امانت پر قائم ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار کو شے کی اصل قیمت اور اس پر منافع دونوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اس تمویل کی اہمیت اس لیے بھی مسلم ہے کہ یہ اسلامی بینکوں کو روایتی قرض کے بجائے حقیقی تجارت سے منسلک رکھتی ہے۔ اس کے برعکس بیع مساومہ میں بیعت کی قیمت کا تعین اس کی لاگت سے بے نیاز محض گفت و شنید کے ذریعے طے ہوتی ہے۔ مراہمہ ایک واضح اور منظم طریق تمویل فراہم کرتا ہے جو صارف کے اعتماد اور بینک کی شفافیت دونوں کو یقینی بناتا ہے۔ تاہم، اس کی اسی تعیین منافع نے بعض اوقات اسے شراکتی تمویل کے برعکس ایک نیم قرضی نوعیت کا رنگ بھی دیا ہے، جس کا تجزیہ اس آرٹیکل کے آنے والے مباحث میں تفصیلاً کیا جائے گا۔ اسلامی اور روایتی بینکنگ کے تمویلی تصورات میں بنیادی فرق ان کے فکری و اخلاقی ڈھانچے میں پوشیدہ ہے۔ روایتی بینکاری اپنی تمام تر فعالیت کو سودی تصور سرمایہ پر استوار کرتی ہے، جہاں پیسہ بذات خود ایک جنس بن کر نفع پیدا کرتا ہے۔ جب کہ اسلامی بینکاری پیسے کو محض تبادلہ قدر کا ذریعہ تسلیم کرتی ہے، نفع کو حقیقی ملکیت اور خطرے سے وابستہ کرتی ہے، اور تمویل کو حقیقی معاشی سرگرمی سے مربوط رکھتی ہے۔ اسی بنیاد پر اسلامی نظام تمویل اخلاقی و شرعی اصولوں کے ساتھ معاشی توازن اور عدل مالی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیق اسی فکری پس منظر میں کی گئی ہے تاکہ مراہمہ اور مساومہ جیسے عقود کی علمی اساس، فقہی تعبیر اور عملی تنفیذ کے مابین ربط پیدا کیا جاسکے۔ مقصد صرف ان عقود کی قانونی یا دستاویزی توجیہ نہیں بلکہ اسلامی معاشی فکر کے اندر ان کے اخلاقی و تمدنی مضمرات کو بھی اجاگر کرنا ہے، تاکہ اسلامی بینکاری اپنے حقیقی مقاصد یعنی شفافیت، عدل، اور حقیقی تمویل کے تقاضوں کو بہتر طور پر پورا کر سکے۔

### تمویل اسلامی کے اصولی و فقہی مبادیات

اسلامی نظام مالیات میں تمویل محض سرمایہ کاری (investment) یا قرض کی فراہمی کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسے فقہی و اخلاقی منہج کا مظہر ہے جو انسانی حاجات اور عدل اجتماعی کے مابین توازن پیدا کرتا ہے۔ تمویل کی اساس "مکافل"، "شرکت"، اور "تعاون" کے اصولوں پر قائم ہے، جو قرآنی ہدایت "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى" (المائدہ: ۲) کی روح سے ہم آہنگ ہے۔ ابن خلدون نے مالی تبادلات کی اس باہمی نوعیت کو تمدنی ضرورت قرار دیتے ہوئے لکھا:

[الإنسان مدنيّ بالطبع، يحتاج إلى المعاملة في حاجاته]<sup>1</sup>

(انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے معاشرت پسند ہے اور اپنی ضروریات

کے لیے لین دین کا محتاج ہے۔)

یہ تمویل کا بنیادی فلسفہ بیان کرتا ہے، کہ مالی تعامل محض منفعت اندوزی کا ذریعہ نہیں بلکہ

تمویل کا عادلانہ نظام انہی مصالح کے عملی نفاذ کی صورت ہے، جہاں نہ سرمایہ دار کو مطلق غلبہ حاصل ہے، نہ مزدور و صارف کو استحصال کا سامنا۔

عصر جدید میں محمد الطاہر بن عاشور نے اسے ”العدل المقصدی“ کہا، جو ہر اقتصادی نظم میں اخلاقی توازن پیدا کرتا ہے۔ اسلامی تمویل اسی عدل مقصودی کا عملی سانچہ ہے، جو سودی نظام کے ظلم، افراطِ زر اور دولت کے ارتکاز کے مقابل ایک اخلاقی و انسانی معیشت پیش کرتا ہے۔

### مراہم بطور تمویل: نظریاتی و عملی تجزیہ

اسلامی مالیاتی نظام کے میدان میں ”مراہم“ ایک ایسا عقد ہے جس نے عملی سطح پر اسلامی بینکاری کو ایک قابل تطبیق ماڈل مہیا کیا۔ اگرچہ فقہی اعتبار سے مراہم ایک قدیم بیع کی صورت ہے، مگر جدید تمویل میں اسے اثاثہ جاتی اور تجارتی مالی معاونت کے طور پر نئی معنویت حاصل ہوئی۔ اس کا بنیادی جوہر ”صدق و شفافیت“ اور ”خطر و ملکیت“ کے حقیقی اصولوں میں مضمر ہے۔ اس بحث میں مراہم کے فقہی مہانی سے لے کر پاکستانی اسلامی بینکوں میں اس کی عملی تطبیقات اور شرعی نگرانی کے تقاضوں کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

### مراہم کی لغوی، اصطلاحی اور فقہی تعریف

لفظ ”مراہم“ عربی مادہ ر ب ح سے ماخوذ ہے جس کے معنی نفع حاصل کرنے کے ہیں۔ لغوی طور پر ”بیع مراہم“ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں فروخت کنندہ خریدار کو لاگت (cost) اور نفع (profit) دونوں ظاہر کر دیتا ہے۔

امام مالک مراہم کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

[لا بأس ببيع المراجعة إذا بين الثمن الأول وما زاد عليه]<sup>9</sup>

(اگر فروخت کنندہ پہلی قیمت اور منافع واضح کر دے تو مراہم کی بیع میں

کوئی قباحت نہیں۔)

فقہی اصطلاح میں مراہم ایک ایسی بیع ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار کو یہ بتاتا ہے کہ اس نے مال فلاں قیمت پر خریدا اور اتنے منافع پر فروخت کر رہا ہے۔ فقہائے حنفیہ کے نزدیک یہ بیع امانت کی ایک شاخ ہے، جس میں دیانت اور شفافیت بنیادی شرط ہے۔ ابن ہمام کے الفاظ میں:

[المراجعة بيع الأمانة، لأنها تقوم على الثقة والإخبار بالثمن]<sup>10</sup>

(مراہم بیع امانت ہے، کیونکہ یہ اعتماد اور قیمت کے بیان پر قائم ہے۔)

### مراہم میں منافع، قیمت، اور ملکیت کی شرعی اساس

مراہم کی فقہی اساس تین ارکان پر استوار ہے: ثمن (قیمت)، ربح (منافع)، اور ملکیت (Ownership)۔ اسلامی قانون میں منافع کی مشروعیت ملکیت و ضمان کے ساتھ

مشروط ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لا تبع ما ليس عندك))<sup>11</sup>

(جو چیز تمہارے پاس نہیں، اسے مت پیو)

[لا بأس ببيع المراجعة إذا بين الثمن الأول وما زاد عليه]<sup>5</sup>

(اگر پہلی قیمت اور منافع واضح کر دیے جائیں تو مراہم کی بیع میں کوئی

حرج نہیں۔)

مراہم دراصل امانت دارانہ بیع ہے، جس میں شفافیت تمویل کے عدل کی ضامن ہے۔ تاہم فقہانے اس پر زور دیا کہ مراہم کو قرض کی تمثیل میں استعمال نہ کیا جائے، ورنہ وہ سود کی صورت اختیار کر لے گا۔ جدید اسلامی مالیاتی اداروں میں مراہم کو اثاثہ جاتی تمویل (asset financing) کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کار یا مکان کی خرید میں، بشرطیکہ قبضہ اور ملکیت حقیقی طور پر بینک کے پاس آئے۔ مساومہ کا تصور، اس کے برعکس، مارکیٹ کے اصول گفت و شنید (negotiation) پر قائم ہے۔ یہ صورت اسلامی بینک میں نسبتاً کم استعمال ہوتی ہے، مگر اس کی فقہی حیثیت اصل بیع سے ماخوذ ہے۔

### تمویل اسلامی اور نظام مراہم کا منکر کی تباہی

اسلامی تمویل اور سودی نظام کے مابین فکری تقابل محض فقہی تفریق نہیں بلکہ معاشی فلسفے کا اختلاف ہے۔ سودی نظام میں سرمایہ ”زمان“ کے بدلے منافع حاصل کرتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں سرمایہ ”عمل“ اور ”خطر“ (risk) کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ قرآن نے مراہم کے باطل تصور کو واضح انداز میں رد کیا:

”يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ“<sup>6</sup>

یہ آیت انسانی معیشت کے اخلاقی توازن کا محور ہے۔ رہا، جس کی بنیاد استغلال (exploitation) پر ہے، اقتصادی ظلم کو جنم دیتا ہے، جبکہ تمویل اسلامی کی اساس مشارکہ اور مضاربہ پر ہے، جو منافع و خسارہ دونوں میں شرکت کے اصول کو فروغ دیتے ہیں۔ محمد نجیب الملیطی نے لکھا:

[النظام الربوي يجعل المال غاية في ذاته، أما النظام

الإسلامي فيجعل المال وسيلة للعمارة والإنتاج]<sup>7</sup>

(سودی نظام مال کو خود مقصد بنا دیتا ہے، جبکہ اسلامی نظام مال کو تعمیر و

پیداوار کا وسیلہ قرار دیتا ہے۔)

یوں تمویل اسلامی میں منافع ”عمل“ کا نتیجہ ہے نہ کہ ”وقت“ کا، جو ایک گہرا فکری امتیاز ہے۔

### مقاصد شریعت کی روشنی میں تمویل عدل و توازن کا اصول

اسلامی تمویل کا آخری مقصد محض مالی توازن نہیں بلکہ مقاصد شریعت کے نفاذ کے ذریعے عدلی اجتماعی کا قیام ہے۔ یہ مقاصد، جیسا کہ امام شاطبیؒ نے ذکر کیا، دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ پر مبنی ہیں۔

[إن الشريعة إنما وضعت لمصالح العباد في المعاش والمعاد]<sup>8</sup>

(شریعت کا نصب العین بندوں کے دنیوی و اخروی مصالح کا تحفظ ہے۔)

اگرچہ یہ ماڈل فقہی اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا، مگر عملی سطح پر بعض بینکوں میں خریداری اور قبضہ کی کارروائی محض کاغذی شکل میں انجام پاتی ہے، جس سے عقد کی حقیقی روح متاثر ہوتی ہے۔

### مراہمہ میں شرعی اخراجات، احتیاطی ضوابط اور نگرانی کے اصول

اسلامی بینکنگ کے عمل میں مراہمہ کے چند پہلو ایسے ہیں جہاں شرعی اخراجات کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، مثلاً:

بینک کی جانب سے حقیقی قبضہ کے بغیر فروخت، صارف سے خریداری سے پہلے ہی ادائیگی یا وعدے کی پابندی، نفع کی شرح کو سودی شرح منافع سے منسلک کرنا، اور بینک کی ملکیت کا وقتی یا رسمی ہونا۔

ان اخراجات سے بچاؤ کے لیے فقہی و شرعی بورڈز نے واضح ہدایات جاری کی ہیں۔ شیخ نظام البتوئی کے مطابق:

Murabaha must remain a genuine sale and not a backdoor to interest; the spirit of ownership and risk must be preserved.<sup>15</sup>

(مراہمہ کو حقیقی بیع ہی رہنا چاہیے، سود کا متبادل راستہ نہیں بننا چاہیے؛

ملکیت اور خطرہ کا اصول برقرار رہنا ضروری ہے۔)

پاکستان میں "شریعہ آڈیٹنگ" کا نظام اس امر کو یقینی بنانے کے لیے قائم کیا گیا کہ بینکوں کی تمام مراہمہ ٹرانزیکشنز میں قبضہ، ملکیت، اور قیمت کی شفافیت برقرار رہے۔ اس سے تمویل اسلامی کا اخلاقی جوہر محفوظ رہتا ہے اور مراہمہ، ایک صالح بیع کے طور پر، اسلامی معیشت کے عادلانہ ڈھانچے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

### مساومہ بطور تمویل: اصولی و اطلاقی جہات

اسلامی مالیات کے ابواب میں "مساومہ" بیع کی ایک قدیم مگر چمک دار صورت ہے جو صدیوں سے تجارتی تعاملات کا بنیادی حصہ رہی ہے۔ یہ وہ عقد ہے جس میں فریقین قیمت پر آزادانہ گفت و شنید کے بعد معاملہ طے کرتے ہیں، بغیر اس کے کہ فروخت کنندہ اپنی لاگت یا منافع ظاہر کرے۔ فقہانے اسے بیع مراہمہ کے مقابل میں ایک عام اور فطری صورت قرار دیا ہے، جس میں بازاری قوتوں (market dynamics) کے تحت قیمت متعین ہوتی ہے۔ اسلامی بینکاری کے تمویلی تناظر میں مساومہ کا تصور شفاف تجارت، حقیقی ملکیت، اور خطرہ کی شرکت جیسے اصولوں سے ہم آہنگ ہے، جو شریعت اقتصادی کے روحانی و اخلاقی جوہر کو نمایاں کرتے ہیں۔

### مساومہ کا فقہی تصور اور تاریخی پس منظر

"مساومہ" کا لفظ "سوم" سے ماخوذ ہے جس کے معنی "مول تول" یا "قیمت پر گفت و

یہ حدیث تمویل اسلامی کے بنیادی اصول "الخارج بالضمنان" کو ظاہر کرتی ہے۔ یعنی منافع اسی کے لیے جائز ہے جو خطر (risk) برداشت کرتا ہے اور ملکیت کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ چنانچہ مراہمہ کے عقد میں فروخت سے قبل بینک کے لیے لازم ہے کہ وہ مطلوبہ شے کی ملکیت حقیقی طور پر حاصل کرے، تاکہ بیع مراہمہ "بیع موصوف فی الذمہ" یا "بیع الایمک" کی ممنوع صورت میں داخل نہ ہو۔

عصر حاضر کے ممتاز فقہی ماہر شیخ تقی عثمانی اس اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

Profit is justified only when the seller bears the risk of ownership before the sale; otherwise, it amounts to interest in disguise.<sup>12</sup>

(نفع اسی وقت جائز ہے جب فروخت کنندہ فروخت سے قبل ملکیت کے

خطر کو برداشت کرے، بصورت دیگر یہ سود کی پوشیدہ صورت ہے۔)

### مراہمہ کے عقد میں بینک اور صارف کے تسلی کی نوعیت

اسلامی بینکنگ کے عملی تناظر میں مراہمہ ایسا عقد ہے جس میں بینک خریداری کی درخواست پر مطلوبہ مال خود خرید کر اس کے نام فروخت کرتا ہے۔ اس طرح بینک اور صارف کے درمیان تعلق "بیع و شراء" کا ہوتا ہے نہ کہ "قرض خواہ و مقروض" کا۔

یہ تمویلی تعلق فقہی طور پر "امر بالشراء" (buying order) کے تحت انجام پاتا ہے، جس کے مطابق صارف بینک سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی خرید کردہ شے کو مراہمہ کے تحت خرید لے گا۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے فیصلے میں واضح کیا:

[بيع المراجعة للامر بالشراء جائز بشرط أن تكون السلعة

مملوكة للبنك قبل بيعها للامر]<sup>13</sup>

(مراہمہ لآمر بالشراء جائز ہے بشرطیکہ بینک فروخت سے قبل مال کا مالک

بن چکا ہو۔)

یوں مراہمہ میں بینک کی حیثیت محض مالی وسیلہ (financier) کی نہیں بلکہ باقاعدہ فروخت کنندہ کی ہے، جس کے لیے قبضہ و ملکیت کی شرائط لازم ہیں۔

### پاکستانی اسلامی بینکوں میں مراہمہ بطور تمویل کا عملی ماڈل

پاکستان میں اسلامی بینکنگ کے ابتدائی مرحلے میں مراہمہ کو سب سے قابل عمل تمویلی طریقہ سمجھا گیا، کیونکہ اس کے ذریعے اثاثہ جاتی تمویل کو فقہی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا نسبتاً آسان تھا۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے "شریعہ کمپلائنس ڈیپارٹمنٹ" کے مطابق، مراہمہ کا عملی ماڈل چار مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

امر بالشراء — صارف کی طرف سے مال خریدنے کی درخواست؛ خریداری — بینک مطلوبہ مال خرید کر ملکیت حاصل کرتا ہے؛ بیع مراہمہ — بینک مال صارف کو منافع کے ساتھ فروخت کرتا ہے؛ اقساط کی ادائیگی — صارف متعین مدت میں قسط وار ادائیگی کرتا ہے۔<sup>14</sup>

یوں مساومہ اسلامی تجارت میں شفاف آزادی اور امانت دارانہ مسابقت کے امتزاج کی صورت ہے۔

### مساومہ کے عقد میں مندریقین کے حقوق و منراض

فقہی لحاظ سے مساومہ کے عقد میں فریقین کے حقوق و ذمہ داریاں واضح ہیں۔ بیچنے والے پر لازم ہے کہ وہ مال کی نوعیت، مقدار اور حالت میں کسی قسم کی دھوکا دہی یا اخفاء نہ کرے، اور خریدار پر واجب ہے کہ وہ قیمت کی ادائیگی میں تاخیر یا نیتِ فساد سے اجتناب کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((البیعان بالخیار ما لم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما

في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما))<sup>20</sup>

(بیچنے والا اور خریدار جدا ہونے تک اختیار رکھتے ہیں، اگر دونوں سچ بولیں

اور وضاحت کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوتی ہے، اور اگر جھوٹ

بولیں یا چھپائیں تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔)

یہ حدیث مساومہ کی اخلاقی بنیاد ہے، جو نفع کے ساتھ امانت کے توازن کو قائم رکھتی ہے۔ اسلامی فقہانے مساومہ میں فریقین کے تین اصولی حقوق بیان کیے:

**حق الاختیار** — عقد سے انصراف یا قبول کا حق؛ **حق البیان** — حقیقتِ مال اور قیمت کی

وضاحت کا حق؛ **حق العدل** — لین دین میں انصاف و اعتدال۔ ان اصولوں کی پاسداری

مساومہ کو فقہی و اخلاقی اعتبار سے درست اور معاشرتی اعتماد کے لائق بناتی ہے۔

### مساومہ بطور تمویل: اسلامی بینکوں میں عملی صورتیں

اسلامی بینکنگ میں مساومہ کو مرابحہ کے متبادل تمویل طریق کے طور پر متعارف کرایا گیا،

خاص طور پر ان صورتوں میں جہاں اثاثہ کی خرید و فروخت براہ راست منڈی سے ہو اور

بینک لاگت کی تفصیل ظاہر نہ کرے۔ یہ ماڈل بینک کو زیادہ مارکیٹ لچک (market

flexibility) فراہم کرتا ہے، خصوصاً کارپوریٹ فنانسنگ اور درآمدی تجارت

میں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مطابق، مساومہ کا بینکنگ ماڈل درج ذیل مراحل پر

مشتمل ہوتا ہے:

بینک مطلوبہ اثاثہ مارکیٹ سے خرید کر اپنی ملکیت میں لیتا ہے، اثاثہ صارف کو باہمی گفت و

شنید کے بعد متفقہ قیمت پر فروخت کرتا ہے، قیمت کی ادائیگی نقد یا مؤخر اقساط کی صورت

میں ممکن ہے۔<sup>21</sup>

فقہی لحاظ سے یہ بیع مکمل طور پر جائز ہے بشرطیکہ قبضہ اور ملکیت کی حقیقت برقرار رہے۔

### مساومہ میں منافع، خطرہ اور شفافیت کے اصول

اسلامی مالیات میں مساومہ کی افادیت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب اس میں منافع حقیقی

خطرہ اور شفافیت کے ساتھ مربوط ہو۔ نبی ﷺ کے قول "الحسن بالضمآن" کی روح

شنید "کے ہیں۔ فقہی اصطلاح میں مساومہ ایسی بیع کو کہتے ہیں جس میں فروخت کنندہ اپنی لاگت ظاہر نہیں کرتا بلکہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے قیمت طے کرتے ہیں۔ امام نوویؒ نے مساومہ کی جامع تعریف ان الفاظ میں کی:

[المساومة أن يتسآوما على السعير من غير بيان الثمن الأول]<sup>16</sup>

(مساومہ یہ ہے کہ خریدار و فروخت کنندہ قیمت پر گفت و شنید کریں بغیر

اس کے کہ پہلی قیمت ظاہر کی جائے۔)

فقہی تاریخ میں مساومہ کو بیع کی اصل (الأصل) قرار دیا گیا، کیونکہ فطری تجارتی لین دین عموماً

اسی بنیاد پر استوار رہا۔ بیع مرابحہ اور تولیہ جیسی صورتیں دراصل مساومہ کی مشتقات

(derivatives) ہیں۔ ابن رشدؒ نے مساومہ کے تاریخی تسلسل کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

[وكانت البيوع في صدر الإسلام تقوم على المساومة، ثم استحدث

الناس بيع المربحة لما احتاجوا إلى البیان في الأثمان]<sup>17</sup>

(ابتدائی اسلام میں بیوع مساومہ پر مبنی تھیں، بعد میں جب قیمت کے

بیان کی ضرورت پیش آئی تو مرابحہ کی صورت اختیار کی گئی۔)

یوں مساومہ اسلامی فقہ میں اصل بیع کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے دیگر بیوع کی شاخیں

پھوٹی ہیں۔

### مساومہ اور مرابحہ میں قیمت و منفعت کا مرق

فقہی طور پر مساومہ اور مرابحہ کا بنیادی فرق قیمت کے انکشاف میں ہے۔ مرابحہ میں

فروخت کنندہ لاگت اور نفع ظاہر کرتا ہے، جبکہ مساومہ میں ایسا نہیں کرتا۔ تاہم دونوں میں

صدق و دیانت کی شرط یکساں ہے۔ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

[المربحة بيع الأمانة والمساومة بيع المكايسة، والأول يقوم

على التصريح والثاني على التفاوض]<sup>18</sup>

(مرابحہ بیع امانت ہے اور مساومہ بیع مکاسہ؛ پہلی شفاف بیان پر قائم

ہے، دوسری گفت و شنید پر۔)

یہ فرق اسلامی مالیات میں عملی لحاظ سے بھی اہم ہے۔ مرابحہ میں قیمت منافع سمیت پیشگی طے

ہوتی ہے، جبکہ مساومہ میں منافع غیر صریح (implicit) ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مساومہ

میں مسابقتی منڈی (competitive market) کا تصور زیادہ نمایاں رہتا ہے۔

جدید اسلامی ماہر عمر چھپرہ لکھتے ہیں:

Musawamah represents market freedom

within moral boundaries, whereas

Murabaha entails ethical transparency in

cost disclosure.<sup>19</sup>

(مساومہ اخلاقی حدود کے اندر بازار کی آزادی کی نمائندگی کرتا ہے، جب کہ مرابحہ لاگت

کے انکشاف میں اخلاقی شفافیت پر مبنی ہے۔)

## منافع کے تعین، رسک، شئیرنگ، اور ملکیت کے انتہال کا موازنہ

مراہجہ میں منافع کا تعین بوقت عقد ہی ہو جاتا ہے اور یہ "ثابت النسبت (fixed)" (profit) کے اصول پر قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی بینک اس کو تمویل کے کم خطرانی (low-risk) ماڈل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مساومہ میں نفع کا دائرہ متغیر ہوتا ہے، جو خریدار و فروخت کنندہ کی گفت و شنید پر منحصر رہتا ہے۔ ڈاکٹر منیر احمد مغل لکھتے ہیں:

Murabaha provides a relatively stable financing tool for Islamic banks, while Musawamah involves greater market exposure and hence a higher element of risk-sharing.<sup>25</sup>

ملکیت کے انتقال کے باب میں مراہجہ میں بینک عموماً ایک درمیانی تاجر کی حیثیت رکھتا ہے، جو شے کو خرید کر عارضی طور پر اس کا مالک بنتا ہے اور پھر صارف کو فروخت کرتا ہے۔ مساومہ میں بھی اصول برقرار رہتا ہے، لیکن قیمت کی غیر شفافیت کے باعث بعض اوقات تمویلی عدل کے پہلو میں کمی دیکھی گئی ہے۔

## اسلامی بینکوں میں مراہجہ و مساومہ کی ترجیحات اور رجحانات

پاکستانی اسلامی بینکاری کے تناظر میں مراہجہ کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اس میں شفافیت، دستاویزی وضاحت، اور منافع کے متعین ہونے کی وجہ سے ریگولیٹری تقاضے بہ آسانی پورے کیے جاسکتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی شریعت ایڈوائزری کو نسل نے مراہجہ کو بنیادی تمویلی ماڈل قرار دیا ہے جس پر 70% سے زائد اسلامی بینکاری فنانسنگ منحصر ہے۔<sup>26</sup>

اس کے برعکس مساومہ کا استعمال زیادہ تر تجارتی یا صنعتی تمويلات میں ہوتا ہے جہاں قیمت میں لچک ضروری ہو۔ ڈاکٹر محمد عمر جمہور کے نزدیک:

Murabaha dominates the Islamic banking portfolio not for its ideality but for its manageability within the modern financial framework.<sup>27</sup>

## دونوں ماڈلز کی شرعی تطبیق میں پائی جانے والی عملی رکاوٹیں

عملی سطح پر مراہجہ کی تطبیق میں سب سے بڑا مسئلہ ملکیت حقیقی (true ownership) کا ہے۔ اکثر بینک صرف "کاغذی خرید" کے ذریعے مراہجہ نافذ کرتے ہیں، جس سے بیع کا حقیقی عنصر کمزور پڑ جاتا ہے۔ فقہی طور پر یہ عمل "بیع مالایملک" کے مشابہ قرار پاتا ہے۔

اسی طرح مساومہ میں شفافیت کی کمی اور قیمت کے تفاوت سے متعلق اعتراضات عام ہیں۔ ڈاکٹر محمد زرقا لکھتے ہیں:

یہی ہے کہ نفع صرف اسی کو حاصل ہو جو ضمانت (liability) کا حامل ہو۔ مفتی تقی عثمانی اس اصول کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

In Musawamah, as in all genuine sales, profit is justified only when the seller assumes the risk of ownership before the sale<sup>22</sup>

(مساومہ سمیت تمام حقیقی بیوع میں نفع اسی وقت مشروع ہے جب فروخت کنندہ بیع سے پہلے ملکیت کے خطر کو برداشت کرے۔)

شفافیت کا تقاضا یہ ہے کہ فریقین نہ تو قیمت کے تعین میں فریب سے کام لیں، نہ مال کی کیفیت میں۔ فقہانے "تغابن (unjust gain)" اور "صد لیس" (concealment) کو مساومہ میں فساد عقد کا باعث قرار دیا ہے۔ یہی اصول مساومہ کو اسلامی تمویل میں ایک اخلاقی و توازن یافتہ متبادل بناتے ہیں، جو مارکیٹ کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عدل و صداقت کے دائرے میں رہتا ہے۔

## مراہجہ اور مساومہ کے تمویلی ڈھانچے کا تقابلی مطالعہ

زیر نظر بحث میں ان دونوں عقود کے تمویلی مقاصد، طریق کار، منافع کے اصول، خطرات کی تقسیم، ملکیت کے انتقال، اور شرعی تطبیق کے ضمن میں پائی جانے والی مشکلات و امکانات کا تقابلی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے، جس میں اسلامی بینکوں کے ماڈلز، فقہی آراء اور ماہرین مالیات کے نقطہ نظر کو یکجا کیا گیا ہے۔

## مراہجہ اور مساومہ میں تمویلی مقاصد و طریق کار کا تقابلی جائزہ

مراہجہ کا بنیادی مقصد کسی صارف کے لیے کسی شے کو خرید کر نفع کے ساتھ فروخت کرنا ہے، جہاں قیمت خرید اور منافع دونوں فریقین کے علم میں ہوں۔ مساومہ میں اگرچہ بیع کی نوعیت وہی رہتی ہے، مگر قیمت کی تعین میں لاگت کا انکشاف لازم نہیں ہوتا، بلکہ یہ خالصتاً فریقین کی باہمی گفت و شنید پر منحصر ہوتی ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں:

[المراہجۃ هی البیع برأس المال مع زیادة معلومة]<sup>23</sup>

(یعنی مراہجہ وہ بیع ہے جس میں اصل قیمت پر معلوم اضافہ کیا جاتا ہے۔)

جبکہ مساومہ کے متعلق امام ابن رشد وضاحت کرتے ہیں:

[والمساومة بیع یقع علی غیر معرفة الثمن الاول]<sup>24</sup>

(یعنی مساومہ وہ بیع ہے جو اصل قیمت کے علم کے بغیر وقوع پذیر ہوتی ہے۔)

یہ فرق فقہی اعتبار سے بنیادی ہے، جس کے باعث مراہجہ زیادہ شفاف اور مساومہ زیادہ تجارتی فطرت رکھتا ہے۔ تمویلی لحاظ سے مراہجہ کا اطلاق زیادہ مستحکم نظام فراہم کرتا ہے کیونکہ اس میں قیمت و منافع کا تعین قبل از عقد ہوتا ہے، جبکہ مساومہ میں منڈی کے اتار چڑھاؤ اور مذاکرات کی نوعیت سے نفع و خطرہ دونوں میں تغیر ممکن ہے۔

ہی اس کی مالیاتی قیمت پر سود عائد کرتا ہے۔ یہ عمل محض رقم کے تبادلے پر مبنی ہے، جس میں کوئی حقیقی تجارتی سرگرمی شامل نہیں۔

جوزف سیگیئر اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Conventional banking turns money into a commodity, while Islamic finance insists on linking finance to real assets.<sup>30</sup>

(روایتی بینکنگ کے یہ ماڈلز قرض اور سود کے گرد گھومتے ہیں، جہاں فروخت محض ایک قانونی پردہ (legal fiction) ہوتی ہے، نہ کہ حقیقی ملکیت یا بیع کی منتقلی۔)

### اسلامی اور روایتی بینکنگ کے تمویلی منکر کا فقہی مطالعہ

اسلامی اور روایتی بینکنگ کے مابین سب سے بنیادی فرق فکرِ تمویل (philosophy of financing) کا ہے۔ اسلامی نظام میں سرمایہ کار اور صارف کے درمیان تعلق شراکت، بیع، یا اجارہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، جب کہ روایتی نظام میں یہ تعلق قرض دہندہ اور مقروض کے درمیان ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر چچہر کے بقول:

The key distinction is that Islamic banking integrates ethics and equity with economics, whereas conventional banking divorces finance from morality.<sup>31</sup>

(اسلامی بینکاری میں مراہمہ و مساومہ جیسے عقود حقیقی تجارتی سرگرمی سے وابستہ ہیں، اس لیے ان میں مال کا تبادلہ حقیقی معنوں میں ہوتا ہے۔ جبکہ روایتی بینکنگ میں مالیاتی سرگرمی محض کاغذی اعداد و شمار پر منحصر رہتی ہے۔)

### مراہمہ و مساومہ کے مالیاتی اثرات: نفع، خطرہ، اور

#### شفافیت

مراہمہ میں نفع متعین اور خطرہ محدود ہوتا ہے کیونکہ بینک شے کی خرید کے بعد ہی اسے فروخت کرتا ہے، اس طرح شریعت کے مطابق ملکیت اور ضمان (risk) بینک پر عارضی طور پر عائد ہوتا ہے۔ مساومہ میں خطرہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے کیونکہ قیمت کا تعین فریقین کے مذاکرات پر مبنی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد زرقانے مراہمہ کی فقہی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے کہا:

[المربحة إنما تجوز إذا كان المبيع مملوكا للبائع قبل العقد، وإلا كانت معاملة ربوية في صورة البيع]<sup>32</sup>

(یعنی مراہمہ اسی صورت میں جائز ہے جب بائع کو عقد سے پہلے بیع کی

ملکیت حاصل ہو، ورنہ یہ بیع کی صورت میں سودی معاملہ بن جاتا ہے۔)

روایتی بینکنگ میں شفافیت کا تصور محدود ہے، کیونکہ نفع صرف شرح سود

[لا بد من التثبت في تطبيق المساومة حتى لا تتحول إلى بيع

صوري يخالف مقاصد الشريعة]<sup>28</sup>

”یعنی مساومہ کی تطبیق میں احتیاط لازم ہے تاکہ وہ ایک صوری بیع بن کر

مقاصد شریعت سے متصادم نہ ہو۔“

### صارفین، علماء اور ماہرین مالیات کی آرا کا فقہی مطالعہ

علماء کی ایک بڑی تعداد، مثلاً مفتی تقی عثمانی، مراہمہ کو بطور تمویلی آلہ ناگزیر مگر عبوری حل سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی بینکاری کو، ”مشارکہ و مضاربہ“ جیسے حقیقی شراکتی ماڈلز کی طرف بڑھنا چاہیے۔

مراہمہ اسلامی بینکاری کا ایک سہارا ہے، مگر اسے حتمی شکل سمجھنا درست نہیں۔ یہ ایک عبوری ضرورت ہے جو شراکتی مالیات کی طرف لے جانے والا پہل ہے۔<sup>29</sup>

ماہرین مالیات کا نقطہ نظر زیادہ عملی ہے، وہ مراہمہ کو سرمایہ تحفظ کے لحاظ سے مستحکم جبکہ مساومہ کو زیادہ مارکیٹ لچکدار ماڈل قرار دیتے ہیں۔ صارفین کی رائے بھی اسی نوعیت کی ہے کہ مراہمہ میں اعتماد اور مساومہ میں آزادی زیادہ محسوس ہوتی ہے، مگر خطرہ بھی اسی تناسب سے بڑھتا ہے۔ مراہمہ اور مساومہ دونوں اسلامی مالیات میں بیع پر مبنی تمویلی عقود ہیں مگر ان کا فقہی و تمویلی ڈھانچہ ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ مراہمہ شفافیت اور پیشگی منافع کے اصول پر قائم ہے، جب کہ مساومہ منڈی کے حقیقی تجارتی تقاضوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان دونوں میں توازن قائم رکھنا ہی اسلامی مالیات کے ”عدالتِ تمویلی (Financial Justice)“ کے اصول کا مظہر ہے۔

### مراہمہ و مساومہ کے تناظر میں اسلامی و روایتی بینکنگ کا تجزیاتی موازنہ

اسلامی بینکاری کے دو بنیادی فروخت پر مبنی ماڈلز یعنی مراہمہ اور مساومہ کو روایتی (conventional) بینکنگ کے تناظر میں رکھ کر ان کے فکری، عملی، اور اخلاقی فرق کو واضح کرتا ہے۔ اگرچہ دونوں نظام مالیاتی خدمات فراہم کرتے ہیں، مگر ان کی اساس، مقصد، اور تمویلی طرز فکر میں بنیادی اختلاف موجود ہے۔ اسلامی بینکاری تمویل کو حقیقی تجارتی سرگرمی سے مربوط کرتی ہے، جب کہ روایتی بینکنگ محض سودی قرض کو مختلف مالیاتی آلات کے ذریعے منافع میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ زیر نظر تجزیے میں ان دونوں نظاموں کے نظری و عملی غدوخال کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے، جس سے اسلامی مالیات کے اصولی امتیاز کی توضیح ہوتی ہے۔

### روایتی بینکنگ میں منروخت پر مبنی تمویل کے ماڈلز کا جائزہ

روایتی بینکنگ میں فروخت پر مبنی ماڈل دراصل hire-credit sale یا purchase کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس میں بینک کسی اثاثے کو خریدے بغیر

## حاصل تحقیق

زیر نظر تحقیق میں اسلامی مالیات کے دو بنیادی عقود، مراہحہ اور مساومہ، کو تمویل کے جدید اسلامی ڈھانچے کے تناظر میں تفصیل سے پرکھا گیا۔ ابتدا میں تمویل اسلامی کے اصولی و فقہی مبادیات پر روشنی ڈالی گئی جس سے واضح ہوا کہ اسلامی مالیات کی اساس سود سے اجتناب، خطرے کی شراکت، اور حقیقی ملکیت کے تبادلے پر قائم ہے۔ مراہحہ اور مساومہ کو بیع معاوضہ کی فقہی اقسام میں شمار کیا گیا ہے، مگر جدید بینکاری میں ان کی اطلاقی جہتیں روایتی قرض پر مبنی نظام سے الگ نوعیت رکھتی ہیں۔ مراہحہ کو بطور تمویل ایک شفاف، محدود خطرے اور متعین منافع پر مبنی ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا، جب کہ مساومہ کو متغیر قیمت، خطرے کی نسبتاً بلند سطح، اور حقیقی تجارتی گفت و شنید سے وابستہ تمویلی صورت قرار دیا گیا۔ دونوں میں اشتراک یہ ہے کہ ان کا مقصد اثاثہ جات کی حقیقی ملکیت اور تبادلہ برقرار رکھتے ہوئے نفع حاصل کرنا ہے، مگر ان کے طریق کار میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ تحقیقی مطالعے سے یہ نکتہ سامنے آیا کہ مراہحہ اپنی ساخت کے اعتبار سے بینکاری ماحول میں زیادہ قابل نفاذ اور ریگولیٹری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے، جبکہ مساومہ تجارت کی فطری روح کے قریب تر ہے۔ مراہحہ میں نفع کی تعیین قبل از عقد ہوتی ہے جس سے شفافیت پیدا ہوتی ہے، لیکن اسی باعث اس میں شراکتی تمویل کی روح کمزور پڑ جاتی ہے۔ مساومہ میں قیمت کا تعیین باہمی گفت و شنید سے ہوتا ہے، اس لیے خطرے کی تقسیم زیادہ حقیقی اور معاشی سرگرمی سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم، عملی بینکاری میں مساومہ کی تطبیق نسبتاً دشوار ہے کیونکہ اس میں قیمت کے اتار چڑھاؤ اور شفافیت کے تقاضے زیادہ پیچیدہ ہیں۔ مراہحہ و مساومہ کے تقابلی تجزیے نے یہ حقیقت آشکار کی کہ اسلامی بینکاری کو اگر حقیقی اسلامی روح کے مطابق فروغ دینا ہے تو اسے محض صوری تمویلات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ حقیقی ملکیت، خطرے کی شرکت اور عدل تمویلی کے اصولوں کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے۔ مراہحہ اس سفر کا نقطہ آغاز ہے، مگر اس پر اکتفا اسلامی مالیات کے ارتقائی امکانات کو محدود کر دیتا ہے۔ مساومہ جیسے ماڈل کو اگر شفاف اور شریعت کے مطابق انداز میں نافذ کیا جائے تو وہ حقیقی معیشت کی تقویت اور اسلامی مالی نظام کی تکمیل میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تحقیق کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کا امتیاز صرف سود سے اجتناب میں نہیں بلکہ اس تصور تمویل میں مضمر ہے جو اخلاق، شفافیت، اور ذمہ داری کے اصولوں پر استوار ہے۔ بینکاری کے اداروں کو چاہیے کہ وہ مراہحہ و مساومہ کے ماڈل میں فقہی احتیاط، دستاویزی شفافیت، اور حقیقی خرید و فروخت کے اصول کو یقینی بنائیں تاکہ اسلامی مالی نظام اپنی روح کے مطابق ایک عادلانہ اور پائیدار تمویلی متبادل کے طور پر فروغ پاسکے

(interest rate) کے فرق پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ حقیقی ملکیت یا تبادلہ مال پر۔ اس طرح خطرہ کا حقیقی بوجھ صارف پر منتقل کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلامی نظام میں دونوں فریق کسی نہ کسی حد تک خطرہ کے شریک ہوتے ہیں۔

## عملی بینکاری میں دونوں نظاموں کی کارکردگی کا تجزیہ

عملی سطح پر روایتی بینکنگ کی کارکردگی منافع کے استحکام اور مارکیٹ کی پیش بینی پر منحصر ہے، جب کہ اسلامی بینکاری کی کارکردگی اس بات پر کہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق حقیقی تجارتی سرگرمی کو برقرار رکھتی ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر عباس میرکلا کے مطابق:

Islamic banks, through Murabaha and Musawamah, attempt to replicate the economic function of conventional loans but without the ethical distortion of interest.<sup>33</sup>

پاکستان میں بھی یہی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اسٹیٹ بینک کی رپورٹس کے مطابق، اسلامی بینکوں نے مراہحہ کو اس حد تک اختیار کیا ہے کہ وہ اب روایتی قرض کی متبادل شکل بن چکا ہے، اگرچہ فقہی سطح پر اسے حقیقی بیع سے منسلک رکھنے کی کوششیں جاری ہیں۔

## پاکستان میں اسلامی روایتی بینکوں کی تمویلی پالیسیوں کا موازنہ

پاکستان میں اسلامی بینکنگ کی پالیسی بنیادی طور پر شریعت کپیلائنس (Shariah Compliance) پر مرکوز ہے، جب کہ روایتی بینکنگ ریگولیٹری منافع پر۔ اسلامی بینکوں کے تمویلی اہداف میں عدل، شفافیت، اور حقیقی تجارت کو فروغ دینا شامل ہے۔ اس کے برعکس روایتی بینکنگ کا مقصد سرمایہ کی گردش سے زیادہ سے زیادہ سودی نفع حاصل کرنا ہے۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

[اسلامی بینکنگ کا مقصد محض سود سے اجتناب نہیں بلکہ ایسے معاشی

نظام کی تشکیل ہے جو عدل تمویلی پر قائم ہو۔]<sup>34</sup>

بینکاری کے عملی پہلو سے دیکھا جائے تو مراہحہ اور مساومہ دونوں اسلامی نظام کو حقیقی معیشت سے مربوط کرتے ہیں، جب کہ روایتی نظام تجریدی مالیات (speculative finance) کے جال میں مقید رہتا ہے۔ اس فرق نے اسلامی مالیات کو بین الاقوامی سطح پر ایک متبادل اخلاقی نظام کے طور پر ابھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اسلامی اور روایتی بینکنگ کا فرق صرف فقہی نہیں بلکہ تہذیبی اور اخلاقی بنیادوں پر استوار ہے۔ مراہحہ اور مساومہ جیسے عقود اس بات کی علامت ہیں کہ اسلامی مالیات مال کے حقیقی تبادلے، خطرے کی شرکت، اور شفاف نفع پر یقین رکھتی ہے، جب کہ روایتی نظام سود، فرضی ملکیت، اور مالی استحصال پر مبنی ہے۔ چنانچہ اسلامی بینکاری، اگر اپنے اصولی ڈھانچے پر قائم رہے، تو نہ صرف اخلاقی بلکہ معاشی عدل کا بھی ضامن بن سکتی ہے۔



## REFERENCES - حوالہ جات

- <sup>1</sup> Ibn Khaldūn. Al-Muqaddima (Beirut: Dār al-Fikr, 2005), 98 .
- <sup>2</sup> Chapra, Umer, *Islam and the Economic Challenge* (Leicester: Islamic Foundation, 1992 ), p. 45
- <sup>3</sup> Al-Baqara, 2:275.
- <sup>4</sup> Al-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad. Al-Mabsūṭ (Beirut: Dār al-Ma'rifa, 1989), 14:27.
- <sup>5</sup> Mālik, Imām. Al-Muwatṭa' (Cairo: Dār Ihyā' al-Turāth al-'Arabī, 1985), 2:682
- <sup>6</sup> Al-Baqara, 2:276
- Al-Mulayṭī. Al-Iqtisād al-Islāmī wa Asās al-Tamwīl al-Shar'ī (Damascus: Dār al-Fikr, 2003), 211.
- <sup>8</sup> Al-Shāṭibī, Abū Ishāq. Al-Muwāfaqāt (Beirut: Dār al-Ma'rifa, 1997), 2:7.
- <sup>9</sup> Mālik, Al-Muwatṭa', 2:682
- <sup>10</sup> Ibn Ḥammām, Kamāl al-Dīn. Faṭḥ al-Qadīr (Beirut: Dār al-Fikr, 1998), 6:179.
- <sup>11</sup> Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath. Sunan Abī Dāwūd (Beirut: Dār al-Fikr, 1995), Ḥadīth No. 3503
- <sup>12</sup> Usmani, Muhammad Taqī, An Introduction to Islamic Finance (Karachi: Idaratul Ma'arif, 2013 ), p. 105
- <sup>13</sup> Majma' al-Fiqh al-Islāmī. Qarār Raqm 40 (Jeddah: Organization of Islamic Cooperation, 1988)
- <sup>14</sup> State Bank of Pakistan. Islāmī Bankārī ke Shar'ī Ma'āyir (Karachi: State Bank of Pakistan, 2017), 92–93.
- <sup>15</sup> Yaqoubi, Nizam, Shariah Review of Islamic Financial Contracts (Manama: AAOIFI, 2015 ), p. 63
- <sup>16</sup> Al-Nawawī, Yahyā ibn Sharaf. Rawḍat al-Ṭālibīn (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiya, 1992), 3:109.
- <sup>17</sup> bn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad ibn Aḥmad. Bidāyat al-Mujtahid (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 2:97
- <sup>18</sup> bn 'Ābidīn, Muḥammad Amīn. Radd al-Muhtār (Beirut: Dār al-Fikr, 2003), 5:159.
- <sup>19</sup> Chapra, Umer, Islamic Economics: What It Is and How It Developed (Jeddah: IDB, 2006 ), p. 58
- <sup>20</sup> Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987), Ḥadīth No. 2079.
- <sup>21</sup> State Bank of Pakistan, Islāmī Bankārī ke Shar'ī Ma'āyir, 106.
- <sup>22</sup> Usmani, Muhammad Taqī, Introduction to Islamic Finance (Karachi: Idaratul Ma'arif, 2013 ), p. 119
- <sup>23</sup> Al-Sarakhsī, Al-Mabsūṭ (Beirut: Dār al-Ma'rifa, 1986), 13:42.
- <sup>24</sup> Ibn Rushd, Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtaṣid (Cairo: Dār al-Kutub, 1999), 2:112.
- <sup>25</sup> Munir Ahmad Mughal, Principles of Islamic Financing, (Lahore: Al-Faisal Publishers, 2014 ), p. 93
- <sup>26</sup> State Bank of Pakistan, *Islamic Banking Bulletin*, Karachi: 2023, p. 18
- <sup>27</sup> M. Umer Chapra, Islamic Economics: What It Is and How It Developed, (Jeddah: IRTI, 1996 ), p. 45
- <sup>28</sup> Al-Zarqā, Muḥammad Muṣṭafā. Sharḥ al-Qawā'id al-Fiqhīya al-'Āmma (Damascus: Dār al-Qalam, 1998), 321.
- <sup>29</sup> Uthmānī, Muḥammad Taqī. Islāmī Bankārī: Masā'il wa Ḥal (Karachi: Maktaba al-Ma'arif, 2011), 77
- <sup>30</sup> Joseph E. Stiglitz, *Money and Banking in Capitalist Economy*, (New York: W.W. Norton, 1994 ), p. 87
- <sup>31</sup> M. Umer Chapra, The Future of Economics: An Islamic Perspective, (Leicester: The Islamic Foundation, 2000), p. 132
- <sup>32</sup> Al-Zarqā, Sharḥ al-Qawā'id al-Fiqhīya al-'Āmma, 325
- <sup>33</sup> Abbas Mirakla, *Comparative Studies in Islamic and Conventional Finance*, (Kuala Lumpur: IIUM Press, 2017), p. 59
- <sup>34</sup> Uthmānī, Muḥammad Taqī. Islāmī Bankārī: Mabādiyāt wa Mabāḥith (Karachi: Maktaba al-Ma'arif, 2012), 91.